قسط ششم

# میر کا سیاسی و سماجی ماحول

جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب، استاذ تاریخ جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی

**دہلی تا پالم** بکسر کی شکست کے بعد بادشاہ کا قیام الہ آباد میں قرار پایا۔ اب گویا بادشاہ انگریزوں کی حراست میں تھے۔

الہ آباد میں شاہ عالم کا قیام تقریباً سات برس رہا۔ پچھلی ناکامیوں اور ناگفتہ بہ حالات نے انہیں پست ہمت اور بہت افسردہ کر دیا تھا۔ ایسی حالت میں دل بہلانے کی بے حد ضرورت تھی۔ اس زمانے میں بعض کمینہ اور نالائق امیر بھی اُن کے دربار میں جمع ہوگئے۔ انہوں نے ناچنے گانے والی عورتیں پیش کرنا شروع کر دیں۔ ملخص التواریخ کے مؤلف کا بیان ہے کہ :-

"بعضی از سفلہ کان ملازم بادشاہ مثل حسام الدین خاں و راجا رام ناتھ و بہادر علی خاں محلی بنا بر مناسبت طبیعت کہ با بادشاہ داشتند تقرب می یافتند خصوصی حسام الدین خاں کہ زنکہ ہای نوخاستہ را برقص وخوانندگی تربیت کردہ بخدمت بادشاہ می رسانید۔ [1]

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ کے دربار میں ہر وقت رقص و سرود کا مشغلہ رہنے لگا۔ اور اس وجہ سے عیش پرستی اور کاہلی ان کا شیوہ بن گیا۔

شاہ عالم الہ آباد میں رہتے رہتے تنگ آچکے تھے اور دہلی جانے کے لئے بے قرار تھے۔ مگر کوئی ایسی صورت نظر نہ آتی تھی کہ یہ آرزو برآئے۔ جب انہیں مرہٹوں کی دعوت ملی تو انگریزوں اور شجاع الدولہ دونوں کی مرضی کے خلاف دہلی کے لئے

[1] ملخص التواریخ۔ ص ۲۲۴

روانہ ہوگئے۔ [1]

کچھ دنوں فرخ آباد میں قیام کرتے اور نئے نواب مظفر جنگ بن احمد خاں بنگش سے نذرانہ لیتے ہوئے[2] ۲۹ رمضان ۱۱۸۵ھ (مطابق ۲۵/دسمبر ۱۷۷۱ء) کو دہلی میں داخل ہوئے۔[3]

شاہ عالم بادشاہ دہلی کے قلعہ میں پہونچ تو گئے لیکن اب ان کے قبضے میں ملک و مال کچھ بھی نہ تھا۔ حالانکہ اب بھی ہندوستان کے ہی نہیں بلکہ دنیا کے بادشاہ کہلاتے تھے۔ ۱۱۹۴ھ تک تمام ہندوستان اور مغلوں کے تمام مقبوضات دوسروں کے قبضے میں جا چکے تھے۔ بقول ہرچنداس۔ التمش کے دورِ حکومت سے اس وقت یعنے (اورنگ زیب بادشاہ) کے عہد تک ہندوستان کے بائیس صوبے شاہان مغلیہ کے زیرنگیں تھے۔ محمد شاہ کے زمانۂ حکومت (۱۱۳۱ھ) سے اسی زمانے تک (۱۱۹۴ھ) اُن صوبوں کا حال ذیل ہے۔ کابل، قندھار اور پشاور، کشمیر کے تین صوبے احمد خاں (شاہ) ابدالی کے لڑکے کے قبضے میں ہیں۔ اٹک (ندی) کے اس کنارے سے صوبہ ملتان، ٹھٹھہ اور بکھر کے تینوں صوبے اور علاوہ ازیں کرنال وغیرہ کے بعض محالات پر سکھ قابض ہیں۔ چھ صوبۂ دکن، گجرات اور مالوہ، یہ آٹھ صوبے مرہٹوں کے قبضے میں ہیں اور ان کے علاوہ جھانسی، گوالیار کا قلعہ اور کالپی بھی۔ مختصر یہ کہ دریائے چنبل کے کنارے تک کے تمام اقطاع مرہٹوں کے تصرف میں ہیں دکن کے صوبوں میں حیدرآباد کا ایک صوبہ میر نظام علی خاں ولد نظام الملک آصف جاہ کے قبضے میں ہے۔ بنگال کے تین صوبوں۔ بنگالہ ڈھاکہ اور عظیم آباد

---

[1] ملخص التواریخ۔ ص ۴۹۴ — ۵۰۴ وقائع بعد از وفات عالمگیر۔ (قلمی) ص ۱۶۶ الف ۱۶۷ الف

[2] ایضاً ص ۵۰۴

[3] جام جہاں نما (قلمی) ص ۵۰۸ — ۵۰۹۔ وقائع عالم شاہی۔ ص

پر قاسم علی خاں کی معزولی کے بعد فرنگی قابض ہیں۔ صوبہ اودھ، الہ آباد اور بعض اقطاع مثل سنبھل، مراد آباد اور اٹاوہ وغیرہ جو اکبر آباد اور دہلی کے تعلقہ میں ہیں۔ غرض کہ دریائے گنگا کے کنارے تک کے کل علاقے نواب آصف الدولہ وزیر الممالک بہادر بن نواب شجاع الدولہ کے قبضے میں ہیں۔ اور ان صوبوں میں بھی فرنگی ملازم ہو کر مداخلت کرتے ہیں۔ اجمیر کا صوبہ راجاؤں کے تسلط میں ہے۔ اکبر آباد کا صوبہ دہلی کے بعض محالات نجف خاں کے قبضے میں ہیں۔ دہلی کا صوبہ بادشاہ (شاہ عالم) کے زیر نگیں ہے [1]

سودا نے شہر آشوب میں اس حقیقت کو اپنے مخصوص انداز میں پیش کیا ہے:

سپاہی رکھتے تھے نوکر امیر دولت مند ÷ سو آمدان کی تو جاگیر سے ہوئی ہے بند
کیا ہے ملک کو مدت سے سرکشوں نے پسند ÷ جو ایک شخص ہے بائیس صوبے کا خاوند
رہی نہ اس کے تصرف میں فوجداری کول [2]

شاہ عالم کی وفات (۱۸۰۶ء) کے بعد اکبر ثانی [3] اس کا جانشین ہوا مگر حالات بدستور سابق رہے۔ بہادر شاہ ظفر (جلوس ۱۲۵۳ھ) کے عہد کا ذکر کرتے ہوئے شاہ عبدالعزیز دہلوی لکھتے ہیں:-

"بجز نام سلطانی اختیار ندارد و ہمہ ملک ہندوستان در قبضۂ انگریزاں است" [4]

۱۸۵۷ء میں بہادر شاہ ظفر کو جلا وطن کرکے انگریز ہندوستان پر پوری طرح قابض

---

[1] عماد گلزار شجاعی (قلمی) ص ۴۸۶ - ۴۸۴

[2] کلیات سودا ج اوّل۔ ص ۳۶۷

[3] ۲۸ رجمادی الثانی ۱۲۵۳ھ (مطابق ۲۸ ستمبر ۱۸۳۷ء) کو مغرب کے بعد اسی سال کی عمر میں اکبر ثانی نے رحلت کی۔ مفتاح التواریخ۔ ص ۳۹۶

[4] تاریخ عزیزی (قلمی) ص ۳۱ (الف)

ہوگئے تھے۔

## (ج) مرہٹے

اورنگ زیب نے اپنی عمر عزیز کے آخری تیس سال دکن میں رہ کر مرہٹہ طاقت کو قلع قمع کرنے میں صرف کئے تھے۔ وہ اپنی زندگی میں تو اس مقصد میں کامیاب رہا لیکن کوئی ایسا بند نہ باندھ سکا۔ جو مستقبل کے لئے بھی اس خطرے کا سدِباب کردے۔ اصل میں دکن کی جغرافیائی حالت نے مرہٹوں کا مکمل خاتمہ ناممکن کردیا تھا۔ عالمگیر نے مرہٹوں کی اجتماعی طاقت اور قوت کو ختم کردیا تھا۔ اور اگر اس کے جانشین پوری طرح سے جدوجہد کرتے اور اس کی وصیت پر پوری طرح عمل پیرا ہوتے اور جنگ تخت نشینی میں اپنی قوت ضائع نہ کرتے تو مرہٹوں کی سیاسی طاقت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہوجاتا۔

اورنگ زیب کی وفات کے بعد مرہٹوں نے اپنی کھوئی ہوئی طاقت کو از سرِنو حاصل کرنا شروع کیا اور انہوں نے دکن کے اُن علاقوں پر دھیرے دھیرے قبضہ کرلیا۔ جو اُن سے مغلوں نے بزورِ شمشیر چھین لئے تھے۔ اس مہم سے فارغ ہوکر انہوں نے شمالی ہندوستان کی طرف اپنے قدم بڑھانے شروع کردیئے۔ جادوناتھ سرکار نے لکھا ہے کہ دکن اور گجرات کی صوبہ داری پر امراء آپس میں شمشیر زنی کرتے تھے اور اس طرح مرہٹوں کی طاقت بڑھتی تھی [1] اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب مرہٹوں کا طوفان شمالی ہند کی طرف بڑھتا تھا تو اس کا مقابلہ کرنے کے بجائے حکومت کی طرف سے مرہٹوں کو مراعات دی جاتی تھیں تاکہ وقتی طور پر یہ طوفان رک جائے۔ امیرالامراء صمصام الدولہ اور اعتمادالدولہ قمرالدین خاں نے مرہٹوں کو تین لاکھ روپے دے کر ان سے شاہی ملک سے واپس لوٹ جانے کی

---

[1] زوال سلطنت مغلیہ (انگریزی) جادوناتھ سرکار) ج ۱ - ص ۶۷۔

رخواست کی تھی لے

علامہ طباطبائیؔ نے مغلیہ امراء کی پست ہمتی اور بزدلی پر روشنی ڈالتے ہوئے
ھا ہے کہ:-

ازیں ہمہ امرائے مقتدر مشہور کسے را جرأت نبود کہ خود بر سر
مرہٹہ تاختہ وکار او (بادشاہ) ساختہ نامی برآورد" ۲؎

"امرائے بے مقدور و منصب داران ...... اکثرے را لیاقت
کاری ہم نبود، ہر یکے آرزو مند مصالحہ با مرہٹہ بودند" ۳؎

جب فرخ سیر بادشاہ اور سید برادران میں کش مکش چل رہی تھی تو سید حسین
ں خاں نے مرہٹوں کو اپنا مددگار اور معاون بنانے کے لئے بالاجی وشواناتھ
دکن کے چھ صوبوں سے چوتھ اور سردیش مکھی وصول کرنے کا حق دے دیا۴؎
ثرالامراء کا مصنف رقم طراز ہے کہ جس دن سے مرہٹوں کو دکن کے چھ صوبوں سے
تھ اور سردیش مکھی وصول کرنے کا پروانہ ملا۔ اس دن سے اُن کی طاقت میں
ن دونی اور رات چوگنی ترقی ہونے لگی ۵؎ بادشاہ نے مرہٹوں کو یہ حق دینے
ے انکار کیا تو سید حسین علی خاں نے مرہٹوں کی مدد سے دہلی پر دھاوا بول

سیرالمتاخرین (فارسی) ص ۷۶۴۔ تذکرۃ الملوک کا مصنف رقم طراز ہے کہ مغل امراء عیش وعشرت میں
اس قدر غرق ہو چکے تھے اور ان کے قوای عمل اس قدر شل ہو چکے تھے کہ مرہٹوں سے منہ کی کھانے کے بعد بھی
ان کی حمیت بیدار نہ ہوتی تھی کہ آگے بڑھ کر ان کے دانت کھٹے کردیں۔ ص ۱۳۳ (الف)

۲ سیرالمتاخرین (فارسی) ص ۷۴۴

۳ سیرالمتاخرین، ص ۷۴۵ - ۷۴۴

منتخب اللباب ج ۲، ص ۷۸۴، خزانہ عامرہ ص ۴۲/۲، سیرالمتاخرین (فارسی) ج ۲/ ۴۱۰
ماثرالامراء ۱/ ۳۴۴ نیز ملاحظہ ہو ۲/ ۳۵۳ - ۳۵۸۔

دیا[1] قائمؔ چاند پوری نے اسی واقعہ کو ان اشعار میں بیان کیا ہے:-

کفار سے کیا ہے جو آپ نے ملاپ ٭ حاصل تو کیا ہے اس سے مگر خلق کا ستاپ
کیا آج پُن سمجھتے ہو تم مرہٹوں کا پاپ ٭ پوجا کو کیں گڑھ میں سدھاریں گے کل کو آپ
کہتے ہیں عنقریب "گڑھ کا کڑاہ ہے"۔[2]

میر محمدی بیدارؔ نے اپنے شاعرانہ انداز میں لکھا ہے کہ جب امراء بذات خود دشمنوں سے ساز باز کر لیں تو اُن کے مطیع سپاہ پھر کیا کر سکتے ہیں۔

"جب اہل ہی مل جائیں کیا سپاہ کرے"[3]

مختصر یہ کہ جس دن امیر الامراء حسین علی خاں مرہٹوں کو اپنا معاون بنا کر دارالسلطنت میں لایا، مغلیہ سلطنت کی طاقت، وقار اور سطوت کو بہت بڑا دھکا پہنچا تھا[4]

۱۷۲۰ء سے ۱۷۴۰ء تک بالاجی وشواناتھ، مالوہ اور گجرات کے صوبوں سے چوتھ اور سردیش مکھی وصول کرتا رہا[5] اور آخر میں یہ دونوں صوبے ان کے حوالے کر دیئے گئے[6]

شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں:-

"غیر مسلموں میں ایک قوم مرہٹہ نامی ہے کہ..... اُن میں ایک سردار ہے، اُس قوم نے کچھ عرصہ سے اطراف دکن میں سر اٹھایا ہے۔ اور تمام

---

[1] منتخب اللباب ۲/۸۷۰-۸۶، خزانۂ عامرہ ص/۴۲، سیر المتاخرین (فارسی) ۲/۴۱۲

[2] نقوش (اکتوبر ۱۹۶۱ء) دیوان قائمؔ چاند پوری (قلمی) ص ۱۸۹ الف۔

[3] دیوان بیدار ص/۱۰۰

[4] خافی خان ۲/۸۵۴-۸۶۰، ۸۴۴-۸۴۸۔ لیٹر مغلس ۲/۱۹۳

[5] خزانۂ عامرہ ص/۴۳ تاریخ ہندی (قلمی) ص/۵۵

[6] لیٹر مغلس ۲/۲۷۸

ملک ہندوستان میں اثرانداز ہے۔ شاہان مغلیہ میں سے بعد کے بادشاہوں نے عدم دوراندیشی، غفلت اور اختلاف فکر کی بنا پر ملک گجرات مرہٹوں کو دے دیا اور پھر اسی سست اندیشی اور غفلت کی وجہ سے ملک مالوہ بھی اُن کے سپرد کردیا۔ اور ان کو وہاں کا صوبہ دار بنا دیا۔۔۔۔ مرہٹوں نے مسلمانوں اور ہندوؤں دونوں سے باج لینا شروع کردیا[1]

اس سے مرہٹوں کی ہمت اور بھی زیادہ بڑھ گئی اور حکومت کی کمزوری کا راز بھی ان پر ظاہر ہوگیا [و مرہٹہ کہ ضعف ارکان سلطنت دریافتہ] بعدازیں انہوں نے شمالی ہند کی طرف اپنے قدم بڑھائے۔ طباطبائی نے لکھا ہے:-

"بدیں سبب کہ مرہٹوں نے گجرات و مالوہ کو جو تدارک حضور سے عمل میں نہ آیا تھا۔ اور لوٹ مار سے اور دست ہوس ان کا دراز ہوتا رہا تھا آہستہ آہستہ قدم بڑھانا شروع کیا اور گزرنے ایک زمانہ، ماہ و سال کے انہوں نے رفتہ رفتہ اصل و مدت میں ایک دو محال لیتے ہوئے حصار گوالیار تک جو نہایت قرب جوار اکبرآباد میں واقع ہے، آپہونچے اور متصرف ہوکر دم استقلال مار رہے تھے جاگیرات امیرالامراء اور محالات خالصہ کی لوٹ مار میں بھی جرأت کی جب گوالیار سے بھی گزر کر اجمیر و اکبرآباد کے متعلقات میں بھی قدم زن ہوئے[2]

اس کے بعد مرہٹے اور آگے بڑھے اور سانبھر میں جو کہ شاہ جہاں آباد سے سو کوس کی دوری پر واقع تھا۔ ڈانکا مارا۔ اس وقت وہاں کے فخرو نامی فوجدار نے چار ہاتھی اور تین لاکھ روپے کی لاگت کا مال مرہٹوں کو دے کر امان چاہی، مرہٹوں نے اس پیش کش پر توجہ نہ کرکے جس طرح چاہا اس علاقے کو لوٹا کھسوٹا۔ فوجدار مذکور

---

[1] سیاسی مکتوبات - ص ۹۹

[2] سیرالمتاخرین (اردو ترجمہ) ۹۰/۲

کو صرف اسی لباس میں جو اس کے جسم پر تھے، چھوڑ دیا۔ اس قصبہ کے قاضی خاں نے اپنی جہالت کی وجہ سے اپنے عیال و اطفال کو مار دیا۔ اس رسم کو اصطلاح ہند میں جوہر کہتے ہیں اور مرہٹوں کا مقابلہ کرتا ہوا کام آیا۔[۱]

کئی برسوں سے دربار میں یہ ہو رہا تھا کہ جب گجرات و مالوہ[۲] میں مرہٹوں کی یورش کی خبر دربار معلّیٰ تک پہنچتی تھی تو محمد شاہ کو دار السلطنت کے نواحی باغوں اور سیرگاہوں میں سیر و تفریح کے لئے یا شاہی شکارگاہوں میں شکار کھیلنے کی غرض سے بھیج دیا جاتا تھا[۳] کیوں کہ عیش پرست اور بزدل امرار مرہٹوں سے آمنے سامنے ہو کر مقابلہ کرنے میں پہلوتہی کیا کرتے تھے اور آپسی جھگڑوں میں اپنے جنگی وسائل ضائع کرتے تھے[۴]

علامہ طباطبائی رقمطراز ہے :-

"امرائے نفاق پیشہ حضور کہ بہرہ از حمیت و ایمان نداشتند چنیں فتنہ ہائے بزرگ مذکور واہی و خود شمردہ ہمیشہ در فکر استیصال امثال خود مشغول و بہمیں اعمال مسرور و مشغوف بودند و لیشوی کینۂ دیرینہ از قتل مسلمین و سادات پروائی نداشتند"[۵]

(باقی)

---

[۱] سیر المتاخرین ۲/۹۰-۹۱ نیز ملاحظہ ہو۔ چہار گلزار شجاعی (قلمی) ص ۷۶۴، مآثر الامراء ۲/۳۵۳

[۲] مالوہ میں مرہٹہ گردی کے لئے ملاحظہ ہو۔ تاریخ شہادت فرخ سیر بادشاہ و جلوس محمد شاہ (قلمی) ص ۹۶ (الف) و ۱۰۵ ب

[۳] ارون: مغلس (انگریزی) ۲/۲۷۸

[۴] سیر المتاخرین (فارسی) ۲/۷۴، نیز احوال الخواقین (قلمی) ص ۲۰۱ ب تا ۲۰۲ (الف)

[۵] سیر المتاخرین (فارسی) ۲/۷۷۴